خاتونِ جنت

حضرت فاطمۃ الزہرّا □

طالب ہاشمی

البدر پبلی کیشنز
23راحت مارکیٹ ٗ اُردو بازار لاہور
فون:042-37225030-37245030
0333-4173066-0300-4745729

فاطمہ نام ۔سرورِ کائنات کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں ۔والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھیں ۔سیّدۃ النساء العالمین،سیّدۃ النساء اہل الجنتہ،زہرا،بتول، طاہرہ،مطہرہ،راضیہ،مرضیہ اورزاکیہ ان کے مشہور القاب ہیں ۔

سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کے زمانہ ولادت کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں ۔ایک روایت کے مطابق ان کی ولادت بعثت نبویؐ سے پانچ سال قبل ہوئی جبکہ سرورِ کائنات کی عمر مبارک پینتیس ۳۵ برس کی تھی ۔ایک اور روایت کے مطابق ان کی پیدائش بعثت سے ایک سال پہلے ہوئی ۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ۱ھ بعثت میں پیدا ہوئیں ۔

بچپن ہی سے نہایت متین اور تنہائی پسند تھیں ۔نہ کبھی کسی کھیل کود میں حصہ لیا اور نہ گھر سے قدم باہر نکالا ۔ ہمیشہ والدہ ماجدہ کے پاس بیٹھی رہتیں ۔ان سے اور رسول اکرمؐ سے ایسے ایسے سوالات پوچھتیں جن سے ان کی ذہانت و فطانت کا ثبوت ملتا ۔ دنیا کی نمود و نمائش سے سخت نفرت تھی ۔ایک دفعہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے کسی عزیز کی شادی تھی ۔انہوں نے فاطمۃؓ الزہرا کے لیے عمدہ کپڑے اور زیورات بنوائے ۔جب گھر سے چلنے کا وقت آیا تو سیّدہ نے یہ قیمتی کپڑے اور زیور پہننے سے صاف انکار کر دیا اور سادہ حالت ہی میں محفل شادی میں شرکت کی ۔گویا بچپن ہی سے ان کی حرکات و سکنات سے خدا دوستی اور استغنا کا اظہار ہوتا تھا ۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دیتی تھیں ۔ایک دفعہ جب وہ ان کو تعلیم دے رہی تھیں تو ننھی بچی نے پوچھا ’’اماں جان

اللہ تعالیٰ کی قدرتیں تو ہم ہر وقت دیکھتے ہیں کیا اللہ تعالیٰ خود نظر نہیں آ سکتے۔"

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے فرمایا: "میری بچی اگر ہم دنیا میں اچھے کام کریں گے اور خدا کے احکام پر عمل کریں گے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے مستحق ہوں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔"

۱۰ بعد بعثت میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے وفات پائی تو سیّدہؓ پر کوہِ غم ٹوٹ پڑا۔ حضورؐ نے سیّدہؓ کی تربیت اور نگہداشت کے خیال سے حضرت سودہؓ سے نکاح کر لیا۔ حضورؐ کی حیات مبارک یکسر تبلیغ حق کے لیے وقف تھی لیکن جب بھی آپؐ کو فرصت ملتی آپؐ فاطمۃ الزہراؓ کے پاس تشریف لاتے انہیں دلاسا دیتے اور نہایت قیمتی نصائح سے نوازتے۔

تبلیغ حق کے جرم میں مشرکین، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیفیں پہنچاتے۔ کبھی سر اقدس پر خاک ڈال دیتے کبھی راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ جب حضورؐ گھر تشریف لاتے تو حضرت فاطمہؓ انہیں تسلی دیا کرتیں۔ کبھی وہ خود بھی اپنے جلیل القدر باپؐ کی مصیبتوں پر اشکبار ہو جاتیں، اس وقت حضورؐ انہیں تسلی دیتے اور فرماتے:

"میری بچی گھبراؤ نہیں خدا تمہارے باپؐ کو تنہا نہ چھوڑے گا۔"

ایک مرتبہ حضورؐ خانۂ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کفار کو شرارت سوجھی۔ انہوں نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں حضورؐ کی گردن مبارک پر ڈال دی۔ اس شریر گروہ کا سرغنہ عقبہ بن ابی معیط تھا۔ کسی نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو آ بتایا کہ تمہارے باپؐ کے ساتھ شریروں نے یہ حرکت کی ہے۔ بے چین ہوگئیں، دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں اور حضورؐ کی گردن مبارک سے اوجھڑی ہٹائی۔ کفار اردگرد کھڑے ہنستے اور تالیاں بجاتے تھے۔ سرورِ کونینؐ کی جلیل القدر بیٹیؓ نے ایک نگاہِ خشم آلود ان پر ڈالی اور فرمایا: "شریرو، احکم الحاکمین تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔" خدا کی

قدرت، چند سال بعد یہ سب جنگِ بدر میں ذلت کے ساتھ مارے گئے۔

جب کفار مکہ کی شرانگیزی اور ایذا رسانی حد سے زیادہ بڑھ گئی تو بارگاہِ الٰہی سے رسولِ کریمؐ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ ۱۳ ؁ بعثت میں حضورؐ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر مبارک پر سلا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں عازم مدینہ ہوئے۔ مدینہ پہنچنے کے کچھ دن بعد حضورؐ نے اپنے اہل و عیال کو لانے کے لیے اپنے غلام حضرت ابو رافعؓ اور حضرت زیدؓ بن حارثہ کو مکہ بھیجا۔ ان دونوں حضرات کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضرت اُمّ کلثومؓ، حضرت سودہؓ بنتِ زمعہ، حضرت اُمّ ایمنؓ اور اُسامہؓ بن زیدؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ مدینہ پہنچ کر حضرت سودہؓ اور بناتِ طاہرات حضورؐ کے پاس اپنے نئے گھر میں قیام پذیر ہوئیں۔

ہجرت مدینہ کے وقت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ سن بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضورؐ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجا لیکن حضورؐ خاموش رہے یا بعض روایتوں کے مطابق فرمایا۔ ''جو خدا کا حکم ہوگا۔'' پھر حضرت عمرؓ بن خطاب نے حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجا۔ حضورؐ نے انہیں بھی یہی جواب دیا۔ چند دن بعد حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ الزہرا کی نسبت شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے کر دی۔ یہ نسبت کیسے قرار پائی اس کے متعلق تین مختلف روایتیں ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ ایک دن حضرات ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور سعدؓ بن ابی وقاص نے باہم مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہراؓ کے لیے کئی پیغام حضورؐ کو پہنچے ہیں لیکن آپؐ نے کوئی بھی منظور نہیں فرمایا اب علیؓ باقی ہیں جو رسول اللہؐ کے جاں نثار اور محبوب بھی ہیں اور عم زاد بھائی بھی، معلوم ہوتا ہے فقر و تنگدستی کی وجہ سے وہ فاطمہؓ کے لیے پیغام نہیں بھیجتے۔ کیوں نہ انہیں پیغام بھیجنے کی ترغیب دی جائے اور ضرورت ہو تو ان کی مدد بھی کی جائے۔ تینوں حضرات یہ مشورہ کر کے حضرت علیؓ کو ڈھونڈنے نکلے۔ وہ جنگل

میں اپنا اونٹ چرا رہے تھے۔انہوں نے پورے خلوص کے ساتھ علی کرّم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔انہیں اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے پیغام بھیجنے میں تامل ہوا مگر ان حضرات کے مجبور کرنے پر آمادہ ہو گئے۔اس سے پہلے دلی خواہش تو ان کی بھی یہی تھی لیکن فطری حیا پیغام بھیجنے میں مانع تھی۔اب جرأت کر کے حضورؐ کو پیغام بھیج دیا۔حضورؐ نے ان کی استدعا فوراً قبول کر لی۔پھر حضورؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے اس کا ذکر کیا۔انہوں نے بھی بزبان خاموشی اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ انصارؓ کی ایک جماعت نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پیغام بھیجنے کی ترغیب دی۔حضرت علیؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حرفِ مدّعا زبان پر لائے۔حضورؐ نے فوراً فرمایا اھلاً و مَرحَبا اور پھر خاموش ہو گئے۔انصارؓ کی جماعت باہر منتظر تھی۔حضرت علیؓ نے انہیں حضورؐ کا جواب سنایا تو انہوں نے حضرت علیؓ کو مبارکباد دی کہ حضورؐ نے آپ کا پیغام منظور فرما لیا۔

تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کی ایک آزاد کردہ لونڈی نے ایک دن ان سے پوچھا:

''کیا فاطمہؓ کا پیغام حضورؐ کو کسی نے بھیجا۔''

حضرت علیؓ نے جواب دیا ''مجھے معلوم نہیں۔''

اس نے کہا ''آپؓ کیوں پیغام نہیں بھیجتے؟''

علیؓ مرتضیٰ نے فرمایا۔''میرے پاس کیا چیز ہے کہ میں عقد کروں۔''

اس نیک بخت نے مجبور کر کے جناب علی مرتضیٰؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کچھ حضورؐ کی جلالت اور کچھ فطری حیا کہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکے اور سر جھکا کر خاموش

بیٹھے رہے۔

حضورؐ نے خود ہی توجہ فرمائی اور پوچھا ''علی آج خلافِ معمول بالکل ہی چپ چاپ ہو، کیا فاطمہؓ سے نکاح کی درخواست لے کر آئے ہو؟''

حضرت علیؓ نے عرض کی۔ ''بیشک یا رسول اللہؐ!''

حضورؐ نے پوچھا۔ ''تمہارے پاس مہر ادا کرنے کے لیے بھی کچھ ہے۔''

حضرت علیؓ نے نفی میں جواب دیا۔

پھر حضورؐ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں جو زرہ دی تھی، وہی مہر میں دے دو۔''

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے ارشادِ نبوی کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ زرہ فروخت کرنے کے لیے بازار کی طرف روانہ ہوئے راستے میں حضرت عثمان ذوالنورینؓ مل گئے۔ انہوں نے چار سو اسی درہم پر یہ زرہ خرید لی اور پھر یہی زرہ حضرت علیؓ کو بطور ہدیہ واپس کر دی۔

زرہ کی قیمت فروخت حضرت علیؓ مرتضیٰ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر کی تو آپؐ نے فرمایا۔ ''دو تہائی خوشبو وغیرہ پر صرف کرو اور ایک تہائی سامان شادی اور دیگر اشیائے خانہ داری پر خرچ کرو۔''

پھر حضورؐ نے حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور دیگر مہاجرین وانصارؓ کو بلا لاؤ۔ جب سب دربارِ رسالتؐ میں جمع ہو گئے تو حضورؐ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا:

''اے گروہ مہاجرین وانصارؓ ابھی جبریلؑ امین میرے پاس یہ اطلاع لے کر تشریف لائے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور میں فاطمہؓ بنتِ محمدؐ کا نکاح اپنے بندۂ خاص علیؓ ابنِ ابی طالب سے کر دیا اور مجھے حکم ہوا ہے کہ عقدِ نکاح کی تجدید کر کے گواہان کے روبرو ایجاب وقبول کراؤں۔''

پھر حضورؐ نے خطبۂ نکاح پڑھا اور علی مرتضیٰؓ سے متبسم ہو کر فرمایا:

''میں نے چار سو مثقال چاندی مہر پر فاطمہؓ کو تیرے نکاح میں دیا۔ کیا تجھے منظور ہے۔''

حضرت علیؓ نے عرض کیا: ''بسر وچشم''

پھر حضورؐ نے بدیں الفاظ دعا کی

''جمع اللہ شملکما واسعد جدکما وبارک علیکما واخرج منکما ذریۃ طیبۃ

(اللہ تعالیٰ تم دونوں کی پراگندگی کو جمع کرے تمہاری کوششوں کو سعید بنائے تم پر برکت نازل کرے اور تم سے پاک اولاد پیدا کرے۔

پھر سب نے دعائے خیر و برکت مانگی اور حضورؐ نے ایک طبق چھوہارے حاضرین پر لٹا دیے۔

زمانۂ نکاح کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ مبارک نکاح صفر ۲ ہجری اور بعض کے نزدیک محرم یا رجب ۲ ہجری میں ہوا۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ نکاح شوال ۳ ہجری میں ہوا۔ بعض مؤرخین کا قول ہے کہ یہ نکاح جنگِ اُحد کے بعد اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کی رخصتی کے ساڑھے چار ماہ بعد ہوا۔ بہر حال نکاح کے وقت اکثر اہل سیر کے نزدیک حضرت فاطمۃؓ الزہرا کی عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر تقریباً اکیس سال کی تھی۔

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے سرورِ کائناتؐ کے مکان سے کچھ فاصلہ پر ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ سیّدۃ النساءؓ رخصت ہو کر اسی گھر کی ملکہ بنیں۔ رخصتی سے پہلے حضورؐ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو بلایا۔ اپنے سینۂ مبارک پر ان کا سر رکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر اپنی لختِ جگر کا ہاتھ حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھ میں دے کر فرمایا:

''اے علیؓ پیغمبر کی بیٹی تجھے مبارک ہو۔'' اس کے بعد حضرت فاطمہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے فاطمہؓ! تیرا شوہرؓ بہت اچھا ہے۔''

پھر آپؐ نے دونوں میاں بیوی کو فرائض و حقوق بتائے اور خود دروازے تک وداع کرنے آئے۔ دروازے پر علی مرتضیٰؓ کے دونوں بازو پکڑ کر انہیں دعائے خیر و برکت دی۔ حضرت علیؓ اور سیّدۃ النساءؓ دونوں اونٹ پر سوار ہوئے۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے اس کی نکیل پکڑی۔ حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس اور بعض روایتوں کے مطابق سلمیٰؓ امّ رافع یا اُمّ ایمنؓ ان کے ہمراہ گئیں۔

سرورِ کائناتؐ نے اپنی لختِ جگر کو جو سامان جہیز میں دیا، اس کی تفصیل یہ ہے:

۱- ایک بستر مصری کپڑے کا جس میں اون بھری ہوئی تھی۔

۲- ایک نقشی تخت یا پلنگ۔

۳- ایک چمڑے کا تکیہ، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴- ایک مشکیزہ۔

۵- دو مٹی کے برتن (یا گھڑے) پانی کے لیے۔

۶- ایک چکی

۷- ایک پیالہ

۸- دو چادریں

۹- دو بازو بند نقرئی

۱۰- ایک جائے نماز

شادی کے بعد حضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دعوت ولیمہ بھی ہونی چاہیے، مہر ادا کرنے کے بعد جو رقم بچ گئی تھی حضرت علیؓ نے اسی سے ولیمہ کا انتظام کیا۔

دستر خوان پر پنیر، کھجور، نانِ جو اور گوشت تھا۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا۔

جب فاطمۃ الزہراؓ اپنے نئے گھر چلی گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے۔ دروازے پر کھڑے ہو کر اجازت مانگی، پھر اندر داخل ہوئے۔ ایک برتن میں پانی منگوایا۔ اپنے دست مبارک اس میں ڈالے اور حضرت علیؓ کے سینہ اور بازوؤں پر پانی چھڑکا۔ پھر حضرت فاطمۃؓ الزہرا کو اپنے پاس بلایا۔ وہ شرم و حیا سے جھجکتی ہوئی حضورؐ کے سامنے آئیں۔ آپؐ نے ان پر بھی پانی چھڑکا اور فرمایا:

''اے فاطمہؓ میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان میں بہترین شخص سے کی ہے۔''

حضرت فاطمۃؓ الزہرا کا گھر مسکن نبویؐ سے کسی قدر فاصلے پر تھا۔ آنے جانے میں تکلیف ہوتی تھی۔ ایک دن رسول کریمؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا۔ ''بیٹی مجھے اکثر تمہیں دیکھنے کے لیے آنا پڑتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تمہیں اپنے قریب بلالوں۔''

حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا ''حضورؐ کے قرب و جوار میں حارثہؓ بن نعمان کے بہت سے مکانات ہیں' آپؐ ان سے فرمایئے وہ کوئی نہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔''

حارثہؓ بن نعمان ایک متمول انصاری تھے اور کئی مکانات کے مالک تھے۔ جب سے حضورؐ مدینہ تشریف لائے تھے وہ اپنے کئی مکانات یکے بعد دیگرے حضورؐ کی نذر کر چکے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے حارثہؓ کے مکان کے لیے حضورؐ سے التماس کی تو آپؐ نے فرمایا

''میری لختِ جگر! حارثہؓ سے اب کوئی مکان مانگتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے کیونکہ وہ پہلے ہی اللہ اور اللہ کے رسولؐ کی خوشنودی کے لیے کئی مکان دے چکے ہیں۔''

حضرت فاطمہؓ خاموش ہو گئیں۔

ہوتے ہوتے یہ خبر حضرت حارثہؓ بن نعمان تک پہنچی کہ حضورؐ فاطمہؓ کو اپنے قریب بلانا چاہتے ہیں لیکن مکان نہیں مل رہا۔ وہ فوراً حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ فاطمہؓ کو کسی قریبی مکان میں لانا چاہتے ہیں، یہ مکان جو آپؐ کے متصل ہے میں خالی کیے دیتا ہوں، آپؐ فاطمہؓ کو بلا لیجیے۔ اے میرے آقا میرا جان و مال حضورؐ پر قربان ہے۔ خدا کی قسم جو چیز حضورؐ مجھ سے لیں گے مجھے اس کا حضورؐ کے پاس رہنا زیادہ محبوب ہوگا۔ بہ نسبت اس کے کہ میرے پاس رہے۔" حضور نے فرمایا "تم سچ کہتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں خیر و برکت دے۔" اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو حارثہؓ بن نعمان کے مکان میں منتقل کرالیا۔

حضرت فاطمہؓ الزہرا رفتار و گفتار اور عادات و خصائل میں رسول کریمؐ کا بہترین نمونہ تھیں۔ وہ نہایت متقی، صابر قانع اور دیندار خاتون تھیں۔ گھر کا تمام کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دینے اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے تھے لیکن ان کے ماتھے پر بل نہیں آتا تھا۔ گھر کے کاموں کے علاوہ عبادت بھی کثرت سے کرتی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سلطان الفقرا تھے۔ فاطمۃؓ الزہرا نے بھی فقر و فاقہ میں ان کا پورا پورا ساتھ دیا۔ جلیل القدر والد شہنشاہ عرب بلکہ شہنشاہ دو جہاں تھے لیکن داماد اور بیٹیؓ پر کئی کئی وقت کے فاقے گزر جاتے تھے۔ ایک دن دونوں میاں بیوی آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کہیں سے مزدوری میں ایک درہم مل گیا۔ رات ہو چکی تھی ایک درہم کے جو کہیں سے خرید کر گھر پہنچے۔ فاطمہ بتولؓ نے ہنسی خوشی اپنے نامدار خاوند کا استقبال کیا۔ جو ان سے لے کر چکی میں پیسے، روٹی پکائی اور علی مرتضیٰؓ کے سامنے رکھ دی جب وہ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت سید البشرؐ کا یہ ارشاد

یاد آیا کہ فاطمہؓ دنیا کی بہترین عورت ہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب فتوحات اسلام روز بروز وسعت پذیر ہو رہی تھیں۔ مدینہ منورہ میں بکثرت مالِ غنیمت آنا شروع ہو گیا تھا۔ ایک دن حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت میں کچھ لونڈیاں آئی ہیں۔ سیّدہ فاطمہؓ سے کہا ''فاطمہ چکی پیستے پیستے تمہارے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں اور چولہا پھونکتے پھونکتے تمہارے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ہے۔ آج حضورؐ کے پاس مالِ غنیمت میں بہت سی لونڈیاں آئی ہیں، جاؤ سرکارِ دو عالمؐ سے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔'' حضرت فاطمۃ الزہراؓ نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں لیکن شرم و حیا حرفِ مدعا زبان پر لانے میں مانع ہوئی۔ تھوڑی دیر حضورؐ کی خدمت میں حاضر رہ کر واپس آ گئیں اور حضرت علیؓ سے کہا کہ مجھے حضورؐ سے کنیز مانگنے کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ پھر دونوں میاں بیوی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اپنی تکالیف بیان کیں اور ایک لونڈی کے لیے درخواست کی۔ سرورِ کائناتؐ نے فرمایا:

''میں تم کو کوئی قیدی خدمت کے لیے نہیں دے سکتا۔ ابھی اصحابؓ صفّہ کی خورونوش کا تسلی بخش انتظام مجھے کرنا ہے، میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے اپنا گھر بار چھوڑ کر خدا اور خدا کے رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔''

دونوں میاں بیوی خاموشی سے گھر تشریف لے گئے۔ ابن سعدؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ رات کو حضورؐ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم جس چیز کے خواہش مند تھے اس سے بہتر ایک چیز میں تم کو بتاتا ہوں۔ ہر نماز کے بعد دس دس بار سبحان اللہ، الحمدللہ، اور اللہ اکبر پڑھا کرو اور سوتے وقت سبحان اللہ الحمدللہ ۳۳، ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے بہترین خادم ثابت ہوگا۔

علامہ شبلی نعمانیؒ نے اس واقعہ کا خوب نقشہ کھینچا ہے:

افلاس سے تھا سیّدہؓ پاک کا یہ حال   گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا

گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھیلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جولاتی تھیں بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح شام تھا
آخر گئیں جناب رسولؐ خدا کے پاس — یہ بھی کچھ اتفاق وہاں اذنِ عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کر سکیں نہ عرض — واپس گئیں کہ پاس حیا کا مقام تھا
پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضورؐ نے — کل کس لیے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہہ سکیں — حیدرؓ نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن — جن کا کہ صفۂ نبویؐ میں قیام تھا
میں ان کے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز — ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں — میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق — جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیّدہؓ پاک رہ گئیں — جرأت نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا

یوں کی بسر ہر اہلِ بیت مطہر نے زندگی
یہ ماجرائے دخترِ خیر الانامؐ تھا

ایک دفعہ رسول کریمؐ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے ہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ سیّدۃ النساءؓ اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے ہیں اور اس میں بھی تیرہ پیوند لگے ہیں۔ آٹا گوندھ رہی ہیں اور زبان پر کلام اللہ کا ورد جاری ہے۔ حضورؐ یہ منظر دیکھ کر آب دیدہ ہو گئے اور فرمایا

''فاطمہؓ دنیا کی تکلیف کا صبر سے خاتمہ کر اور آخرت کی دائمی مسرت کا انتظار کر اللہ تمہیں نیک اجر دے گا۔''

حضرت ابوذر غفاریؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ نے مجھے حکم دیا کہ علیؓ کو بلا لاؤ۔ جس وقت میں ان کے گھر گیا تو دیکھا کہ سیّدۃ النساءؓ حضرت حسینؓ کو گود میں لیے چکی پیس رہی ہیں۔

فی الحقیقت سیّدہؓ کا اکثر یہ حال ہوتا تھا کہ دو دو وقت کے فاقے ہوتے تھے اور بچوں کو گود میں لے کر چکی پیسا کرتی تھیں۔

ایک دفعہ فاطمۃ الزہراؓ مسجد نبویؐ میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا سرکار دو عالمؐ کو دیا۔ حضورؐ نے پوچھا: ''یہ کہاں سے آیا ہے۔'' سیّدہؓ نے جواب دیا: ''ابا جان تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی تھی جب بچوں کو کھلا رہی تھی، خیال آیا کہ آپ کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں۔ اے خدا کے رسول برحق یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی ہے۔'' حضورؐ نے روٹی تناول فرمائی اور فرمایا:

''اے میری بچیؓ چار وقت کے بعد یہ پہلا ٹکڑا ہے جو تیرے باپؐ کے منہ میں پہنچا ہے۔''

ایک دفعہ حضورؐ حضرت فاطمہؓ الزہرا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ دروازے پر ایک رنگین پردہ لٹکا ہوا ہے اور حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ میں چاندی کے دو کنگن ہیں۔ آپؐ یہ دیکھ کر واپس لوٹ گئے۔ حضرت سیّدہؓ بہت دلگیر ہوئیں اور رونے لگیں۔ اتنے میں حضورؐ کے غلام حضرت ابورافعؓ پہنچ گئے۔ رونے کا سبب پوچھا حضرت سیّدہؓ نے ماجرا سنایا تو بولے حضورؐ نے کنگن اور پردے کو ناپسند فرمایا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے دونوں چیزوں کو فوراً حضورؐ کی خدمت میں بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے انہیں راہِ خدا میں دے دیا۔ حضورؐ بہت خوش ہوئے۔ اپنی بچی کے حق میں دعائے

خیر و برکت مانگی اور ان اشیاء کو بیچ کر قیمت فروخت اصحاب صفّہ کے اخراجات میں صرف کر دی۔

ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰؓ گھر تشریف لائے کچھ کھانے کو مانگا تو سیّدہؓ نے بتایا کہ آج تیسرا دن ہے۔ گھر میں جو کا ایک دانہ تک نہیں۔ جناب مرتضیٰؓ نے فرمایا: ''اے فاطمہؓ مجھ سے تم نے ذکر کیوں نہیں کیا۔''

سیّدۃ النساءؓ نے جواب دیا، ''اے میرے سرتاجؓ میرے باپؐ نے رخصتی کے وقت نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کر کے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔''

ایک دفعہ دوپہر کے وقت رسول کریمؐ بھوکے گھر سے نکلے۔ راستے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ ملے، وہ بھی بھوکے تھے۔ تینوں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے کھجوروں کے باغ میں پہنچے۔ انہوں نے فوراً کھجوروں کا ایک خوشہ توڑ کر ان کے سامنے رکھا۔ پھر ایک بکری ذبح کر کے اس کے گوشت کے کباب بنوائے اور سالن پکوایا۔ دستر خوان بچھایا گیا تو حضورؐ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ یہ فاطمہؓ کو بھجوا دو انہیں کئی دن سے فاقہ ہے۔

ایک دفعہ قبیلہ بنوسلیم کا ایک بوڑھا ضعیف آدمی مسلمان ہوا، حضورؐ نے اسے دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر اس سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ مال بھی ہے؟ اس نے کہا ''خدا کی قسم بنی سلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سب سے زیادہ غریب اور فقیر میں ہی ہوں۔'' حضورؐ نے صحابہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا۔''

حضرت سعدؓ بن عبادہ اٹھے اور کہا: یا رسول اللہ! میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔''

حضورؐ نے پھر فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جو اب اس کا سر ڈھانک دے۔''

سیّدنا علی مرتضیٰؓ اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر اس اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔

پھر حضور نے فرمایا: ''کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟''

حضرت سلمانؓ فارسی نے اعرابی کو ساتھ لیا اور اس کی خوراک کا انتظام کرنے نکلے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ پھر حضرت فاطمۃؓ الزہرا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا کون ہے۔ انہوں نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی کہ ''اے اللہ کے سچے رسولؐ کی بیٹی اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجیے۔''

سیّدہؓ عالم نے آبدیدہ ہو کر فرمایا: ''اے سلمانؓ خدا کی قسم آج ہم سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں لیکن سائل کو خالی ہاتھ جانے نہ دوں گی۔ جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور کہو فاطمہؓ بنتِ محمدؐ کی یہ چادر رکھ لو اور اس غریب انسان کو تھوڑی سی جنس دے دو۔''

سلمانؓ اعرابی کو ساتھ لے کر یہودی کے پاس پہنچے۔ اس سے تمام کیفیت بیان کی وہ حیران رہ گیا اور پھر پکار اٹھا ''اے سلمانؓ خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر توریت میں دی گئی ہے۔ گواہ رہنا کہ میں فاطمہؓ کے باپؐ پر ایمان لایا۔'' اس کے بعد کچھ غلّہ حضرت سلمانؓ کو دیا اور چادر بھی سیّدہ فاطمہؓ کو واپس بھیج دی، وہ لے کر ان کے پاس پہنچے۔ سیّدہؓ نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیے روٹی پکا کر حضرت سلمانؓ کو دی۔ انہوں نے کہا۔ ''اس میں سے کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجیے۔'' جواب دیا ''سلمانؓ جو چیز خدا کی راہ میں دے چکی وہ میرے بچوں کے لیے جائز نہیں۔''

حضرت سلمانؓ روٹی لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے وہ روٹی اعرابی کو دی اور فاطمۃ الزہراؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دستِ شفقت پھیرا آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی:

''بارِ الٰہا فاطمہؓ تیری کنیز ہے، اس سے راضی رہنا۔''

ایک دفعہ کسی نے سیّدہؓ سے پوچھا، چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہوگی۔ سیّدہؓ نے فرمایا: ''تمہارے لیے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہِ خدا میں دے دوں۔''

حضرت ابنِ عباسؓ راوی ہیں کہ ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیے۔ حضرت فاطمہؓ نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔ ''میں بھوکا ہوں۔'' حضرت سیّدہ نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج کا کچھ حصہ لے کر پیسا اور کھانا پکایا۔ ابھی کھانا پک کر تیار ہوا ہی تھا کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دستِ سوال دراز کیا۔ وہ سب کھانا اسے دے دیا۔ پھر باقی اناج پیسا اور کھانا تیار کیا اتنے میں ایک مشرک قیدی نے اللہ کی راہ میں کھانا مانگا۔ وہ سب کھانا اس کو دے دیا گیا۔ غرض سب اہلِ خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس سارے گھر کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ط (اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں) (الدھر)

غزوۂ اُحد میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم شدید زخمی ہوگئے اور آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہوگئی۔ مدینہ میں یہ خبر پہنچی تو حضرت فاطمۃ الزہراؓ چند دوسری خواتین کے ہمراہ با دیدۂ گریاں میدانِ اُحد میں پہنچیں۔ حضورؐ کو زندہ سلامت دیکھ کر جان میں جان آئی لیکن پدرِ محترم کو اس حالت میں دیکھ کر سخت غمزدہ ہوئیں۔ حضورؐ کے زخموں کو بار بار دھوتی تھیں لیکن پیشانی کے زخم سے خون نہ تھمتا تھا۔ آخر کھجور کی چٹائی جلا کر زخم میں بھری جس سے خون تھم گیا۔

ایک دفعہ سیّدۃ النساءؓ بیمار ہوگئیں۔ نبی کریمؐ نے اپنے ایک معمر صحابی حضرت عمرانؓ بن حصینؓ کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنی لختِ جگر کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ دروازہ پر پہنچ کر داخلے کی اجازت مانگی۔ سیّدہؓ نے عرض کی: ''تشریف لائیے۔''حضورؐ نے فرمایا میرے ساتھ عمرانؓ بن حصین بھی ہیں۔ حضرت بتولؓ نے جواب دیا: ''ابا جان میرے پاس ایک عبا کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہیں کہ پردہ کروں۔''حضورؐ نے اپنی چادر مبارک اندر پھینک کر فرمایا: ''بیٹی اس سے پردہ کرلو۔''

اس کے بعد حضورؐ اور حضرت عمرانؓ اندر تشریف لے گئے اور سیّدہؓ سے ان کا حال پوچھا۔

فاطمۃ الزہراؓ نے عرض کیا: ''ابا جان شدت درد سے بے چین ہوں اور بھوک نے نڈھال کررکھا ہے کیونکہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں۔''

حضورؐ نے فرمایا: ''اے میری بیٹی صبر کر۔ میں بھی آج تین دن سے بھوکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے میں جو کچھ مانگتا وہ ضرور مجھے عطا کرتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔''

پھر آپؐ نے اپنا دست شفقت حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی پشت پر پھیرا اور فرمایا:

> ''اے لختِ جگر دنیا کے مصائب سے دل شکستہ نہ ہو، تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو۔''

فاطمۃ الزہراؓ اس فقر و غنا کے ساتھ کمال درجہ کی عابدہ تھیں۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی ماں کو شام سے صبح تک عبادت کرتے اور خدا کے حضور گریہ و زاری کرتے دیکھا لیکن انہوں نے اپنی دعاؤں میں اپنے لیے کبھی کوئی درخواست نہ کی۔

ایک دفعہ سیّدہؓ علیل تھیں لیکن علالت میں بھی رات بھر عبادت میں مصروف

رہیں۔ جب حضرت علیؓ صبح کی نماز کے لیے مسجد گئے تو وہ نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں۔ نماز سے فارغ ہو کر چکی پیسنے لگیں۔ حضرت علیؓ نے واپس آ کر ان کو چکی پیستے دیکھا تو فرمایا: اے رسولِ خدا کی بیٹی اتنی مشقت نہ اٹھایا کرو، تھوڑی دیر آرام کر لیا کرو کہیں زیادہ بیمار نہ ہو جاؤ۔''

فرمانے لگیں: ''خدا کی عبادت اور آپ کی اطاعت مرض کا بہترین علاج ہے اگر ان میں سے کوئی موت کا باعث بن جائے تو اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی کیا ہو گی۔''

ایک مرتبہ حضورؐ نے سیّدہؓ سے پوچھا: ''جانِ پدر (مسلمان) عورت کے اوصاف کیا ہیں؟''

انہوں نے عرض کیا: ''ابا جان عورت کو چاہیے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرے، اولاد پر شفقت کرے۔ اپنی نگاہ نیچی رکھے، اپنی زینت کو چھپائے، نہ خود غیر کو دیکھے نہ غیر اس کو دیکھ پائے۔'' حضورؐ یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہ نے غوراء بنتِ ابی جہل سے نکاح کا ارادہ کیا۔ سیّدۃ النساءؓ سخت آزردہ ہوئیں۔ جب رسولِ کریمؐ ان کے پاس تشریف لائے تو سیّدہؓ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! علیؓ مجھ پر سوت (سوکن) لانا چاہتے ہیں۔'' حضورؐ کے دل پر سخت چوٹ لگی۔ ادھر غوراء کے سرپرست بھی حضورؐ سے اس نکاح کی اجازت لینے آئے۔ سرورِ کائناتؐ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر چڑھ کر فرمایا:

''آلِ ہشام علی سے اپنی لڑکی کا عقد کرنے کے لیے مجھ سے اجازت چاہتے ہیں۔ لیکن میں اجازت نہ دوں گا۔ البتہ علیؓ میری لڑکی کو طلاق دے کر دوسری لڑکی سے

شادی کر سکتے ہیں۔فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی،اس نے مجھے اذیت دی'جس نے اس کو دکھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا' میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرنا چاہتا لیکن خدا کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹیؓ اور دشمنِ خدا کی بیٹی دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔''

اس کا یہ اثر ہوا کہ حضرت علیؓ نے ارادۂ نکاح فوراً ترک کر دیا اور سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کی زندگی تک پھر دوسرے نکاح کا خیال تک دل میں نہ لائے۔

حضورؐ کو جیسے اپنی بیٹیؓ سے محبت تھی ویسے ہی اپنے داماد اور نواسوں سے بھی بے حد پیار تھا۔ان سے فرمایا کرتے''جن لوگوں سے تم ناراض ہو گے میں بھی ان سے ناخوش ہوں گا جن سے تمہاری لڑائی ہے،ان سے میری بھی لڑائی ہے،جن سے تمہاری صلح ہے ان سے میری بھی صلح ہے۔''

حضرت علیؓ سے فرمایا کرتے۔''اے علیؓ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔''

فاطمۃؓ الزہرا کے فرزندوں سیّدنا حسنؓ اور سیّدنا حسینؓ کو حضورؐ بھی اپنے جگر کے ٹکڑے سمجھتے تھے۔نہایت محبت سے انہیں بوسے دیتے اور اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے تھے۔

وصالِ نبویؐ سے کچھ دن پہلے حضرت فاطمۃ الزہراؓ حضورؐ کی خبر گیری کے لیے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں تشریف لائیں۔حضورؐ نے نہایت شفقت سے انہیں اپنے پاس بٹھا لیا اور ان کے کان میں آہستہ سے کوئی بات کہی جسے سن کر وہ رونے لگیں،پھر حضورؐ نے کوئی اور بات ان کے کان میں کہی جسے سن کر وہ ہنسنے لگیں۔جب چلنے لگیں تو عائشہ صدیقہؓ نے ان سے پوچھا''اے فاطمہؓ یہ رونے اور ہنسنے میں کیا بھید تھا۔''سیّدہؓ نے فرمایا''جو بات حضورؐ نے اخفا میں رکھی ہے،میں اسے ظاہر نہ کروں

گی۔"

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ اور بعض روایتوں کے مطابق حضرت اُمّ سلمہؓ نے حضرت فاطمہؓ سے اس دن کے واقعہ کی تفصیل پوچھی۔حضرت فاطمۃؓ الزہرا نے فرمایا: "پہلی دفعہ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ پہلے جبریلؑ امین سال میں ہمیشہ ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے۔اس سال خلاف معمول دوبارہ کیا ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔"اس پر میں رونے لگی۔

پھر حضورؐ نے فرمایا تھا۔"تم اہل بیت میں سے سب سے پہلے مجھے ملو گی اور تم جنت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔"اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور میں ہنسنے لگی۔

رحلت سے قبل جب حضورؐ پر بار بار غشی طاری ہوئی تو حضرت فاطمۃؓ الزہرا کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔فرمایا وَاکَرْبُ اَبَاهُ ہائے میرے باپ کی بے چینی۔

حضورؐ نے فرمایا: "تمہارا باپ آج کے بعد بے چین نہ ہوگا۔"

سرورِ کائناتؐ کے وصال سے حضرت فاطمۃؓ الزہرا پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ انہوں نے بے اختیار ہو کر فرمایا:

پیارے باپؐ نے دعوت حق کو قبول کیا اور فردوس بریں میں داخل ہوئے۔آہ جبریلؑ کو ان کے انتقال کی خبر کون پہنچا سکتا ہے۔

پھر دعا مانگی: "بار الٰہا روحِ فاطمہؓ کو روح محمدؐ کے پاس پہنچا دے۔خدایا مجھے رسول کریمؐ کے دیدار سے مسرور کر دے۔الٰہی بروزِ محشر شفاعت محمدؐ سے محروم نہ فرما۔"

بعض روایتوں میں ان سے ایک مرثیہ بھی منسوب ہے۔جو انہوں نے حضورؐ کے وصال پر کہا۔اس مرثیہ میں وہ کہتی ہیں:

"آسمان غبار آلود ہو گیا۔آفتاب لپیٹ دیا گیا۔دنیا میں تاریکی ہو گئی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زمین نہ صرف غمگین ہے بلکہ فرطِ الم سے شق ہو گئی ہے۔ ان پر قبیلہ مضر کے لوگ اور تمام اہل یمن روتے ہیں۔ بڑے بڑے پہاڑ اور محلات روتے ہیں اے خاتم الرسلؐ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کے بعد صحابیاتؓ اور صحابہ کرامؓ تعزیت کے لیے ان کے پاس آتے تھے لیکن ان کو کسی پہلو قرار نہ آتا تھا۔ تمام کتب سیر متفق ہیں کہ حضورؐ کے وصال کے بعد کسی نے سیّدہؓ فاطمۃ الزہراؓ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضورؐ کے وصال کے بعد حضورؐ کی میراث کا مسئلہ پیش ہوا۔ فدک ایک موضع تھا جو حضورؐ نے بعض لوگوں کو اس شرط پر دے رکھا تھا کہ جو پیداوار ہو نصف وہ رکھیں اور نصف حضورؐ کو بھیج دیا کریں۔ حضورؐ اپنے حصے میں سے کچھ اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لیے رکھ لیتے اور باقی مسافروں اور مساکین پر صرف کر دیتے تھے۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو بعض لوگوں نے بتایا کہ فدک نبی کریمؐ کی ذاتی ملک تھا اور آپ اس کی وارث ہیں چنانچہ انہوں نے خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس فدک کی وراثت کا دعویٰ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جواب دیا: "اے فاطمہ میں رسول اللہ کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں لیکن مشکل یہ ہے کہ انبیائے کرامؑ جو متروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اس لیے میں اس جائداد کو تقسیم نہیں کر سکتا البتہ حضورؐ کی حیاتِ اقدس میں اہل بیتؓ اس سے جو استفادہ کرتے تھے وہ اب بھی کر سکتے ہیں۔"

حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو اس جواب سے بہت رنج پہنچا اور وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراض ہو گئیں اور اپنی وفات تک ان سے نہ بولیں۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ بیمار ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ عیادت کے لیے

تشریف لے گئے ۔سیّدہؓ نے انہیں اپنے مکان کے اندر آنے کی اجازت دے دی اور اپنی رنجش دور کر دی۔

رسولِ کریمؐ کی جدائی کا سب سے زیادہ صدمہ سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کو ہوا اور وہ ہر وقت غمگین و دل گرفتہ رہنے لگیں۔ان کا دل ٹوٹ چکا تھا۔حضورؐ کی رحلت کے چھ ماہ بعد ہی ۳ رمضان المبارک ۱۱ہجری کو ۲۹ سال کی عمر میں عازمِ فردوس بریں ہوئیں۔ وفات سے پہلے حضرت اسماءؓ بنتِ عمیس کو بلا کر فرمایا: ''میرا جنازہ لے جاتے وقت اور تدفین کے وقت پردہ کا پورا لحاظ رکھنا اور سوائے اپنے اور میرے شوہر نامدارؓ کے اور کسی سے میرے غسل میں مدد نہ لینا۔تدفین کے وقت زیادہ ہجوم نہ ہونے دینا۔''

حضرت اسمؓا نے کہا: ''اے بنتِ رسولؐ اللہ میں نے حبش میں دیکھا ہے کہ جنازے پر درخت کی شاخیں باندھ کر ایک ڈولے کی صورت بنا لیتے ہیں اور اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔''

پھر انہوں نے کھجور کی چند شاخیں منگوائیں اور انہیں جوڑ کر اور پھر ان پر کپڑا تان کر سیّدہ بتولؓ کو دکھایا۔انہوں نے اسے پسند فرمایا۔چنانچہ وفات کے بعد ان کا جنازہ اسی طریقہ سے اٹھا جنازہ میں بہت کم لوگوں کو شرکت کا موقع ملا کیونکہ سیّدہؓ کی وفات رات کے وقت ہوئی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وصیت کے مطابق رات ہی کو دفن کیا۔نمازِ جنازہ حضرت عباسؓ نے پڑھائی اور حضرت علیؓ،حضرت عباسؓ اور حضرت فضل بن عباسؓ نے قبر میں اتارا۔دارِ عقیل کے ایک گوشہ میں مدفون ہوئیں۔

سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہراؓ کی چھ اولادیں ہوئیں۔حضرت حسنؓ،حضرت حسینؓ، حضرت محسنؓ،حضرت اُمّ کلثومؓ،رقیہؓ اور زینبؓ۔محسنؓ اور رقیہؓ نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔حضرت سیّدنا حسنؓ،سیّدنا حسینؓ،حضرت زینبؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ تاریخ اسلام کی نامور شخصیتیں ہیں۔حضورؐ کی نسل فاطمۃ الزہراؓ ہی سے باقی رہی۔

اہلِ سیر نے حضرت فاطمۃ الزہرا کے بے شمار فضائل ومناقب بیان کیے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

سید المرسلین نے حضرت فاطمہ کو "جنت کی عورتوں کی سردار" فرمایا:

حضور حضرت فاطمہ سے فرمایا کرتے اے فاطمہ تم اور تمہارا خاوند اور تمہاری اولاد میرے ساتھ جنت میں سب ایک جگہ ہوں گے۔"

ایک دفعہ حضور نے فرمایا: "فاطمہ میرا پارۂ گوشت ہے جس نے اس کو غصہ دلایا اور ناراض کیا اس نے مجھے غصہ دلایا اور ناراض کیا۔"

حضرت فاطمۃ الزہرا، ان کے شوہر نامدار اور فرزندوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیۂ تطہیر نازل کی۔

حضرت فاطمۃ الزہرا سے کتب احادیث میں اٹھارہ حدیثیں مروی ہیں۔ ان کے رواۃ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت اُمّ سلمہ جیسی جلیل القدر ہستیاں شامل ہیں۔

علامہ اقبال نے سیّدہ فاطمۃ الزہرا کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول　　مادراں را اسوۂ کامل بتول
بہرِ محتاجے دِلش آں گونہ سوخت　　با یہودے چادرِ خودرا فروخت
نوری وہم آتشی فرمانبرش　　گم رضائش دررضائے شوہرش
آں ادب پروردۂ صبر و رضا　　آسیا گردان و لب قرآں سرا
گریہ ہائے اوزِ بالیں بے نیاز　　گوہر افشاندے بدامانِ نماز

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

×